خطبہ جمعہ

مسجدوں کی تعمیر محض مرکزی مساجد کی تعمیر تک محدود نہیں رہنی چاہئے

مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے

جماعت احمدیہ ناروے کی مسجد بیت النصر کے سنگ بنیاد کا تذکرہ اور احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مساجد کے آداب اور ان کی تعمیر سے متعلق ہدایات کا بیان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹؍مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹؍امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلاَّ اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُوْلٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾۔(سورۃ التوبہ آیت ۱۸)

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ ۔ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔

اس آیت کو میں نے آج کے خطبے کا عنوان اس لئے بنایا ہے کہ آج جماعت احمدیہ ناروے کی مسجد بیت النصر کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں کچھ اور بھی مساجد ہیں جن کی دنیا بھر میں خاص منصوبے کے تحت تعمیر کی جارہی ہے۔ تو میرا خیال ہے آج اس سلسلے میں اس منصوبے کا بھی میں ذکر کردوں گا اگرچہ جماعتوں کو تحریری طور پر تفصیلی ہدایات دی جاچکی ہیں۔ سب سے پہلے تو آج اس مسجد کا ذکر ہوگا اس کے بعد مجلس شوریٰ کا جو اس وقت پاکستان میں آج منعقد ہو رہی ہے یا ہو چکی ہوگی۔ اس کے متعلق بھی چند باتیں آپ سے عرض کروں گا۔

۱۹۹۴ء میں ناروے کی اس مسجد کی خاطر زمین خرید لی گئی تھی جس کی اب تعمیر ہو رہی ہے۔ اس کا رقبہ ۹ ہزار پانچ سو مربع میٹر یعنی تقریباً دو ایکڑ ہے اور شہر کے مرکزی علاقے میں عین موٹروے کے اوپر واقع ہے۔ اس پہلو سے اس پر لوگوں کی بہت نظریں تھیں اور حسد بھی پیدا ہوا اور احمدیوں کو مسجد یہاں نہ بنانے، مسجد کی اجازت نہ دینے کے تعلق میں وہاں کی عیسائی کونسل والوں سے بہت سے مسلمان نمائندے بھی ملتے رہے اور ان کے کانوں میں ہمارے خلاف بہت سی باتیں پھونکتے رہے۔ اس لئے کچھ عرصہ تک یہ لگتا تھا کہ گویا اس کی اجازت نہیں ملے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور جماعت ناروے کے مقامی معززین نے لوگوں سے بہت رابطے قائم کئے، عیسائیوں سے بھی اور ارد گرد بسنے والے مسلمانوں سے بھی اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کا موقع مل گیا۔

جب ان سے باتیں کیں تو پتہ لگا کہ وہ بہت زیادہ زہر آلود ہو چکے تھے، بہت زیادہ یکطرفہ باتیں کر کر کے ان کے دلوں کو بغض سے بھر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ کون باتیں کرنے والے تھے اللہ بہتر جانتا ہے۔ وسوسے پیدا کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یہی فرماتا ہے کہ وہ وسوسے پیدا کر کے چپ کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ تو بہرحال ایسے ہی وسواس سے پالا پڑا اور بہت سخت مہم چلائی گئی جماعت کو مسجد کی اجازت سے محروم کرنے کے لئے۔ لیکن جب ساری وضاحتیں ہو گئیں تو علاقے کے میئر نے ایک تقریب میں کہا "ہم آپ کو اپنے علاقے میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آئیں اور جلد یہاں مسجد تعمیر کریں اور مجھے امید ہے کہ افتتاح کے موقعہ پر آپ مجھے بلانا نہیں بھولیں گے"۔

اس ضمن میں چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ نے بھی بہت اچھا کام کیا ہے باقاعدہ سنجیدگی کے ساتھ یہ معاملات بڑے بڑے افسروں کے سامنے رکھنا اور باتیں کھولنا اس انداز میں تھا کہ یہ باتیں خود بخود ان کے دل میں کھبتی چلی گئیں اور وہ جانتے تھے کہ قابل ماہر فن آدمی ہے وہ بتا رہا ہے کہ یہ ضرورتیں ہیں اس وجہ سے بنی چاہئے اور اس کا کوئی بھی غلط استعمال نہیں ہوگا۔ تو جماعت ناروے کے بزرگان کی ملاقات اور چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالآخر تمام مخالفتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہاں کی اتھارٹیز نے نہ صرف اجازت دی بلکہ تائید میں یہ دعوت دی کہ جس قسم کی بھی ضرورت پڑے، کوئی مشکل پڑے ہمیں بتایا کرو۔ بہرحال یہ علاقہ جا کے میں نے خود دیکھا ہے اور وہاں چپہ چپہ پہ پھرا ہوں اور دعائیں کرتا رہا ہوں۔ الحمد للہ کہ اب اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے یعنی اب تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

اس میں تقریباً سترہ سو (۱۷۰۰) نمازیوں کی گنجائش ہوگی جو ناروے کی جماعت کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ یعنی لگتا ہے کہ اتنے نمازی تو وہاں نہیں ہونگے مگر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جب بھی مسجد بنائی گئی اور کھلے حوصلے سے بنائی گئی، اگلی دس سالہ ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر بنائی گئی تو ایک ہی سال میں چھوٹی ہو گئی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ناروے پر بھی پوری اترے گی اور ناروے کی جماعت کو بھی یہ مسجد بہت جلد تنگ دکھائی دے گی بجائے اس کے کہ اس کو کھلا سمجھیں۔ اس کے ساتھ ایک بہت بڑا ہال بھی تعمیر کیا جا رہا ہے جس میں ذیلی تنظیموں کے لئے دفاتر، نمائش، لائبریری، مبلغ کا گھر، مہمان خانہ اور ایم ٹی اے کے لئے سٹوڈیو شامل ہونگے۔ تو یہ اپنی ذات میں مسجد کے ساتھ ایک بہت بڑا کمپلیکس ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام تعمیرات کے لئے ہمارے پاس فنڈ مہیا ہو چکے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جماعت ناروے انشاءاللہ چند سال میں ان رقوم کی جو مرکز نے ان کو قرضہ دی ہیں واپسی بھی شروع کر دے گی۔

اب اس تعلق میں میں بعض احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے مسجد کی تعمیر کے تعلق میں جو ذمہ داریاں مسجد بنانے والوں پر عائد ہوتی ہیں اور مسجد کے نمازیوں پر عائد ہوتی ہیں ان کی وضاحت ہوگی۔ پہلی حدیث مسلم کتاب المساجد سے لی گئی ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا **جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے**۔ (مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ۔ باب فضل بناء المسجد)۔ تو جنت میں گھر تعمیر کرنا اس لئے کہ یہاں جس جگہ یعنی اس دنیا میں خدا کا گھر بناتے ہیں اللہ کا گھر تو کوئی ایسا نہیں ہوا کرتا کہ جہاں خدا رہے مگر ہر جگہ خدا موجود ہے اور رہتا ان دلوں میں ہے جو مسجد کو آباد کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ یہاں نمازیوں کے دلوں میں خدا رہے گا اسے بیت اللہ کہا جاتا ہے یا اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔

پس جب اس دنیا میں آپ اللہ کا گھر تعمیر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ عرش معلّی پر یہ فیصلہ فرمالیتا ہے کہ جنت میں بھی ان لوگوں کے لئے ایک ایسا ہی وسیع گھر بنایا جائے گا۔ وہ مادی گھر تو نہیں ہوگا۔ اس کی وسعتوں کا کیا حال ہوگا اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد بنانے والوں کے لئے بہت بڑا اجر مقدر ہے۔

پھر ایک حدیث ہے جو حضرت عروہؓ سے مسند احمد بن حنبل میں مروی ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دادا عروہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ہم ان کو عمدہ تعمیر کریں اور ان کو پاک صاف رکھیں، تو **مسجدوں کی تعمیر محض مرکزی مساجد کی تعمیر تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ ہر محلہ میں یعنی جہاں بھی چند احمدی اکٹھے ہوں وہاں مسجدوں کی تعمیر جس حد تک توفیق ہو، ہونی چاہئے اور ساری دنیا میں اس طرح مساجد کا جال پھیلا**

دینا چاہئے۔اگرجماعت اس طرف توجہ کرے گی مثلاً انگلستان کی جماعت ہے وہ بھی اگر اس طرح چھوٹی چھوٹی مساجد کی طرف توجہ دے گی تو اس کے نتیجے میں بہت برکت پیدا ہوگی۔

اب تک یہ خیال ہے کہ گھروں کے بعض کمروں کو مساجد کے لئے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔اچھا خیال ہے۔لیکن مسجد، مسجد ہی ہے۔مسجد دن رات خدا کی عبادت کرنے والے بندوں کے لئے کھلی رہتی ہے۔گھر تو دن رات سب کے لئے کھلا نہیں رہا کرتا۔اور پھر مسجد کے نام پر تعمیر کرنا، شروع سے اس کے لئے دعائیں کرنا خاص خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک عاجزانہ ہدیہ پیش کرنا یہ بات ہی کچھ اور ہے۔میں سمجھتا ہوں اگر مساجد کی تعمیر کا کام شروع کریں، مساجد کی غرض سے زمینیں لی جائیں اور وہاں باقاعدہ جب توفیق ملے چاہے چھوٹی مسجد بنائی جائے تو یہ جماعت کے استحکام کے لئے بہت ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک موقع پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ اگر مسجدیں بنا نہیں سکتے تو زمین لے کر رکھ چھوڑیں اور اس کے اردگرد ایک احاطہ سا بنالو اور چاہے چھپر ڈالنا پڑے وہ مسجد خدا کی خاطر مسجد کے طور پر بنی چاہئے۔

ایک روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے نقش و نگار والی مساجد تعمیر کرنے کا حکم نہیں۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی بناء المسجد)۔آج کل مسلمانوں میں چونکہ دولت کی ریل پیل ہے اس لئے نقش و نگار پر بہت زور دیا جا رہا ہے اور بدقسمتی سے سعودی عرب اس میں سب سے آگے ہے۔نقش و نگار ہی ان کی مسجد کی زینت ہے۔حالانکہ **نقش ونگار جو دل پرہو وہی خدا تعالیٰ کی مساجد کی زینت بنا کرتا ہے۔یعنی اللّٰہ کی محبت نقش ہو اس کی پیار اور محبت کی تحریریں دلوں پرنقش ہوں یہ ہے جو مسجد کی زینت کا باعث بنتا ہے**۔تو احمدی بھی اس بات کو کبھی نہ بھلائیں کہ وہ اپنی مساجد کو دلوں کے نقش و نگار سے مزین کریں اور مساجد کو سادہ رکھیں۔اب ہماری یہ مسجد ہے بالکل سادہ اور صاف۔اندر سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس سے انسان کی توجہ کسی اور طرف منعطف ہو سکے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم ان مسجدوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح ضرور ملمع سازی سے سجاؤ گے مگر میرا خیال ہے یہاں "رسول اللہ ﷺ نے کہا" کے الفاظ نہیں ہیں۔روایت صرف اتنی ہے۔میں نے اصل روایت پر نظر ڈالی ہے۔قال ابن عباس۔ترجمہ اس کا میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ تم ان مسجدوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح ضرور ملمع سازی سے سجاؤ گے۔پس یہ قول رسول اللہ ﷺ کا معلوم نہیں ہوتا مگر ابن عباس نے وہ زمانہ دیکھا تھا جبکہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں کچھ بگڑنے کا رجحان پیدا ہو رہا تھا اور دولت کی بھی ریل پیل تھی تو معلوم ہوتا ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنا تبصرہ ہے۔

ایک حدیث سنن ترمذی کتاب القراءات سے لی گئی ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کچھ لوگ مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور درس و تدریس کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔اور رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔یہ رحمت باری کا ڈھانپنا اور فرشتوں کا گھیرے میں لے لینا یہ ظاہر پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے نمائندے جو دلوں میں نیکی کی تحریک کرنے والے ہیں ان کو فرشتہ کہا جاتا ہے تو اگرچہ آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے مگر بکثرت خدا کی نمائندگی میں دلوں میں نیکی کی تحریک کرنے والے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں۔

ایک روایت سنن نسائی سے لی گئی ہے کتاب الطہارۃ سے۔عَنْ اَبِی ھُرَیرۃ اَنَّ رَسُوْل اللّٰہ ﷺ قالَ۔یہ ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف دور سے چل کر جانا۔نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔(سنن نسائی کتاب الطہارۃ باب الامر باسباغ الوضوء)۔الحمدللہ کہ انگلستان میں تو ہماری اس مسجد کے ساتھ احمدیوں کا یہی سلوک ہے اور بہت دور دور سے وہ چل کر آتے ہیں تا کہ اس مرکزی مسجد میں نماز پڑھ سکیں۔مرد بھی، عورتیں بھی، بچے بھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نیک نیتیں لے کے آتے ہیں اور اپنے دل کو سجاتے ہیں جس سے یہ مسجد سج جاتی ہے۔

یہاں ایک لفظ ہے رباط ہے، رباط ہے، رباط ہے، اس کا کیا معنی ہے۔رباط دراصل سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کو کہتے ہیں اور سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے لئے ملک میں داخل ہونے کا کوئی رستہ نہ رہے، ہر طرف اس کے نگران بیٹھے ہوں اور جب بھی خطرہ ہو کہ کوئی داخل ہونے والا ہے تو وہ پکڑا جائے۔یہ مسجد میں بیٹھے رہنا یا بار بار آنا اس کو رباط کیسے کہا جا سکتا ہے۔یہ ان معنوں میں رباط ہے کہ شیطان کو دفع کرنے کے لئے، اس کے وساوس کو دل میں داخل ہونے سے روکنے کی خاطر یہ بہترین علاج ہے۔جس کا دل نماز میں اٹکا ہوا ہو ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا خیال ہو اس دل میں شیطان داخل ہو ہی نہیں سکتا۔وہ وقت ہے جس میں وساوس وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور جب دماغ پہ یہ خیال حاوی ہو کہ میں نے مسجد میں جانا ہے خدا کی عبادت کرنی ہے تو سب رستے شیطان کے بند کر دئے جاتے ہیں تو اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا بالکل بجا و برحق ہے کہ یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔

اور اس کا ایک معنی یہ بھی بنتا ہے کہ ظاہری طور پر بھی سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے۔مگر اصل سرحدیں جن کی حفاظت کا قرآن کریم میں ذکر ہے وہ روحانی سرحدیں ہیں کیونکہ اگر روحانی سرحدوں کی حفاظت ہو تو قوم بچ گئی۔**جس قوم کی روحانی سرحدوں کی حفاظت ہو اس کی دنیاوی سرحدوں کی حفاظت کا بھی اللّٰہ انتظام کر دیا کرتا ہے**۔پس اس پہلو سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، بہت ہی معنی خیز اور عارفانہ کلام ہے۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔اِنَّ رَجُلاً اَسْوداً اَوِامْراَۃً اور اس کے بعد سارا مضمون مرد کی طرف اشارہ کر رہا ہے تو ترجمہ کرنے والے نے یہ بات بڑھا دی اور چونکہ عورت کا ذکر آخر پہ آیا تھا اس لئے عورت کا صیغہ استعمال شروع کر دیا۔اصل عبارت کے مطابق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا شاید عورت، مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا۔مرد جب فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (دیکھیں "فوت ہو گیا" کا لفظ ہے "فَمَاتَ"۔مَاتَت نہیں ہے)۔پس جب وہ فوت ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بارے میں کیوں آگاہ نہیں کیا، مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔پھر آپؐ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا کی۔(بخاری کتاب الصلوٰۃ۔باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان)۔

اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مسجد کے خادموں سے بھی کتنا پیار کا تعلق تھا۔جو مسجد کی خدمت کرتے تھے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بے چینی کا اظہار کیا کہ مجھے کیوں نہیں بتایا گیا اور چونکہ جنازہ ہو چکا تھا اس لئے اس کی قبر پر جا کر اس کے لئے دعا کی۔

ایک روایت مسلم کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پیاز اور لہسن کھانے سے منع فرمایا اور آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس بدبودار پودے سے کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے۔یہ مراد نہیں کہ پیاز اور لہسن کھانا منع ہے۔ہرگز نہیں۔یہ تو ہم نے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چٹنیوں میں بھی پیاز اور لہسن کا استعمال ہوتا تھا بعد میں روایتاً ہمارے گھر میں بھی جاری رہا۔مراد صرف یہ ہے کہ جب مسجد میں جاؤ تو کوئی بھی بدبودار چیز کھا کے نہیں جانا چاہئے یا لگا کر نہیں جانا چاہئے کیونکہ اس کی بدبو سے پھر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔پس اس کے مفہوم کو پیش نظر رکھیں اور جب بھی مسجد میں جائیں تو اچھی طرح منجن کر کے منہ کی بو کو دور کیا کریں، پھر عطر لگایا کریں اور کوئی ایسا کھانا اس سے پہلے نہ کھایا کریں کہ جس کی بو منجن سے بھی نہیں جایا کرتی۔چنانچہ لہسن اگر تازہ تازہ کھایا ہو تو جتنے چاہیں دانت مانجھیں، لہسن کی بو پھر بھی آتی ہی رہے گی۔اس لئے مقصود کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔مراد یہ ہے کہ اللہ کا گھر خوشبو سے معطر ہونا چاہئے اس میں ناپاک بو نہیں آنی چاہئے۔

پھر فرمایا 'فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو'۔(مسلم کتاب الصلاۃ باب نہی اکل الثوم)۔اب فرشتوں کو تکلیف کس طرح ہو سکتی ہے یہ ایک اہم سوال ہے۔اول تو کچھ فرشتہ سیرت لوگ ہوتے ہیں ان کو تکلیف ہوتی ہے۔لیکن فرشتوں کی تکلیف سے مراد مومنوں کی تکلیف ہے۔جب خدا کے پاک بندوں کو تکلیف ہو رہی ہے تو اس تکلیف میں فرشتے شامل ہوتے ہیں یعنی اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، یہ مراد ہے۔ورنہ یہ تو نہیں کہ باقاعدہ ناک سے بدبو سونگھ کے وہ بدبو محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک حدیث حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بیان کرتی ہیں۔حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو، یعنی اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوں یعنی یہ کہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ پر سلامتی ہو۔اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی۔پھر کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی۔اے میرے اللہ میرے گناہ مجھے بخش دے وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلنے لگے تو یہ دعا کرے بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول پر سلام ہو، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِی، اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ، اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(مسند احمد بن حنبل)

آنے اور جانے کی دعا ایک ہی ہے سوائے رحمت اور فضل کے لفظوں کے فرق سے۔ مسجد میں داخل ہو تو رحمت کی دعا مانگی ہے کیونکہ فضل میں دنیاوی رزق بھی شامل ہیں اور دنیا کے کاروبار بھی شامل ہیں اس لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت تو اللہ کی رحمت ہی ہے جو برسے تو سب کچھ برس گیا۔ اور جب باہر جانے لگیں تو پھر دنیا میں مشغول ہونا ہے۔ تو ایسے کاموں میں مشغول ہوں کہ وہ اللہ کا فضل کہلا سکتے ہوں۔ ورنہ محض مال کو فضل کہنا جائز نہیں جب تک اس مال کے ساتھ اللہ کی رضا بھی شامل نہ ہو۔ تو جاتی دفعہ یہ دعا کیا کریں کہ اے اللہ ہمیں اپنے فضل سے وہ مال عطا کر جس سے تیری رضا بھی ہمیں ملے یا تیری رضا کے نتیجے میں وہ مال ہمیں عطا ہو۔

ایک حدیث کتاب سنن النسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مساجد (کی تعمیر) میں ایک دوسرے سے فخریہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔(سنن نسائی کتاب المساجد) ۔اب یہ بھی یاد رکھیں مساجد کی تعمیر بہت اچھا کام ہے اور اس سے پہلے جو میں روایتیں بیان کرچکا ہوں جو مسجد بنائے گا اس کے لئے خدا جنت میں گھر بنائے گا۔ لیکن جو ریاکاری کی خاطر ایک دوسرے سے بڑھ کر مسجد کی بولیاں دیتے اور نام لکھواتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں کہ جنت میں گھر بنانے کے لئے ان کے یہاں کے گھر بھی بے برکت ہو جائیں گے۔

پس یاد رکھیں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ اسی خطرے کی پیش بندی کے لئے کیا گیا ہے۔ کثرت کے ساتھ لوگ مساجد کے لئے چندے بھیجتے ہیں جن کا کوئی اعلان نہیں کیا جاتا۔ جب بڑی بڑی مساجد کی تعمیر کے لئے اکٹھا جماعت کچھ پیش کرتی ہے تو وہ الگ مسئلہ ہے ورنہ مساجد کی تعمیر میں میرے پاس لکھوکھہا ڈالر بھی آتے ہیں، پاؤنڈز بھی آتے ہیں، روپوؤں کی بارش ہوتی ہے جن کو ہم خاموشی کے ساتھ اس مد میں داخل کر دیتے ہیں اور اللہ کے فضل سے جو بڑی بڑی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں یا چھوٹی چھوٹی بکثرت مساجد تعمیر ہو رہی ہیں زیادہ تر اسی پیسے سے بنائی جا رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات مساجد کے تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا" **اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے ۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی**"۔(ملفوظات جلد چہارم ،جدید ایڈیشن صفحہ ۹۳)۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے، دل میں جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے اور اسی لئے میں نے شروع میں تمہید میں عرض کیا تھا کہ **جماعت انگلستان بھی جماعت جرمنی کی طرح مساجد کی تعمیر پر بہت زور دیے**

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو طریق بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے "اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ کر لاوے گا لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو، محض للہ ایسا کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت کی ہو بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے"۔

پس میں نے جو ابتدا میں نصیحت کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کے مطابق کی تھی کہ فوری طور پر زمین کا انتظام کریں اور زمین روک رکھیں۔ "وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی"۔ بہت بڑی مسجد تھی مگر شروع میں جو حصہ چھتا ہوا تھا "چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا اپنے زمانے میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور حضرت عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا"۔ عثمانؓ اور سلیمانؑ۔" غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت عثمانؓ کا ذکر فرمایا تو ساتھ ایک نبی اللہ کی سنت کا بھی ذکر فرمایا تاکہ بعد میں آنے والوں کو پختہ، اچھی مساجد کی تعمیر پر کوئی شرعی اعتراض نہ ہو سکے۔ آغاز کا ذکر جہاں فرمایا وہاں رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھ کر۔ جب خدا کی طرف سے شروع مین استطاعت نہ ہو تو یہ استطاعت تو بہر حال ہے کہ خدا کا گھر بنانا چاہئے، یہ ہر حال میں رہتی ہے۔ پس جتنی بھی استطاعت ہے اس کے مطابق خدا کا گھر بنانا شروع کر دو پھر اللہ اس استطاعت کو بڑھاتا رہے گا اور اگر اچھی مسجد بنانے کی، پختہ عمارت بنانے کی توفیق مل جائے تو اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں کیونکہ یہ حضرت سلیمانؑ کی بھی سنت ہے اور حضرت عثمانؓ کی بھی سنت ہے جو برحق تیسرے خلیفہ تھے۔ پس اس پہلو سے ہمارے ہاں جب اچھی پختہ عمارتوں کی تعمیر کو لوگ دیکھیں گے تو ان کو اعتراض کا کوئی حق نہیں رہے گا۔

فرمایا" اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں"۔(ملفوظات جلد چہارم ، جدید ایڈیشن صفحہ ۹۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی تحریر میں نے رکھی تھی اب میں جو مساجد کا منصوبہ ہے اس کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

یہ وہی سال ہے جس میں ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے اور منصوبہ تو ہمیشہ سے چلا آیا ہے مگر اس دفعہ اسے غیر معمولی طور پر بڑھانے کا خیال ہے بلکہ عزم ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے گا۔ یہ سال ایک غیر معمولی اہمیت کا سال اس لئے ہے کہ جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ پر اعلان کیا تھا **مجھے اللہ کے فضلوں سے بھاری امید اور توقع ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ میں ایک کروڑ انسان داخل ہونگے** اور یہ بہت بڑی امید ہے مگر خدا کے ہاں کچھ بھی نہیں۔ جب وہ فیصلہ کر لے تو ایک کروڑ کی کیا حیثیت ہے، جتنے چاہے داخل فرمائے۔ تو **اس سلسلے میں جماعتوں کو جو نصیحتیں کی گئی تھیں ان میں سب سے زیادہ اہم نصیحت یہ تھی کہ اگر تم نے ایک کروڑ بننا ہے تو خدا تعالیٰ کے گھر بنانے شروع کرو اور اس کثرت سے بناؤ کہ ان کو آباد کرنا چونکہ خدا کا کام ہے وہ آپ ہی گھیر گھیر کر آدمی لے آئے گا۔**

تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ خدا کے گھر کثرت سے پھیلا دو۔ یہ منصوبہ تھا اس میں ابھی سے غیر معمولی برکت ملنی شروع ہو گئی ہے، اتنی کہ میرے تصور میں بھی نہیں تھی۔ ایک چھوٹے سے ملک میں جہاں احمدیوں کی تعداد میں ہر سال چند سو اضافہ ہوا کرتا تھا ان کو جب ہم نے منصوبہ دیا تو پانچ ہزار ان کو کہا کہ آپ نے اس دفعہ بنانا ہے اور وہ کچھ گھبرا بھی گئے مگر ان کو یقین تھا کہ جب کہا ہے تو بن جائے گا انشاء اللہ۔ اس پر ان کو میں نے تاکید کی کہ آپ مسجد کے منصوبے کے ساتھ اس کو گانٹھ دیں ہرگز اسے الگ نہ کریں۔ کیونکہ جب مسجدیں بنائیں گے تو خدا تعالیٰ خود ان کو آباد کرنے کا انتظام کرے گا۔ چنانچہ ایک علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو دوسری میری نصیحت تھی کہ ائمہ کی طرف توجہ دیں اور بڑے بڑے ائمہ کو پکڑیں اور ان کے علاقے میں جا کے ان کی مساجد بھی تعمیر کریں اور ہر جگہ ایک احمدیہ مرکز قائم کرنا شروع کر دیں تو پہلی خوشخبری یہ ملی کہ پانچ ہزار کو ہم بڑا سمجھ رہے تھے ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک علاقہ جس میں پینتیس ہزار افراد ہیں سارے کا سارا احمدیت کے لئے عطا کر دیا ہے۔ اور ان کا عزم یہ ہے کہ جن کا یہ علاقہ ہے وہ بہت بڑے امام ہیں اور ارد گرد کے جو اضلاع ہیں ان پر بھی ان کا بڑا اثر ہے ان کا یہ عزم ہے کہ وہ اپنے ارد گرد چو طرفہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ائمہ کو بلائیں گے ان کو احمدیت کی حقیقت سے آگاہ کریں گے اور احمدی مساجد دکھائیں گے اور بتائیں گے کہ یہ ہماری بقا کے لئے ضروری ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ ان کا منصوبہ کامیاب ہو جیسا کہ بظاہر نظر آ رہا ہے کہ وہ بڑے مخلص ہیں اور محنت کریں گے اور مساجد کی تعمیر کے معاملے میں پیچھے نہیں رہیں گے میں امید رکھتا ہوں، ہم نے ان کو ابھی سے پیغام بھیج دیا ہے کہ سارا خرچ جتنا بھی ہو وہ جماعت احمدیہ برداشت کرے گی یعنی مرکز برداشت کرے گا بالکل اس بارہ میں کوتاہی نہ ہو۔ جہاں احمدی نہ بھی ہوں وہاں مسجدیں بنا دو۔ تو یہ منصوبہ چونکہ ان کو پہنچ گیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسا کریں گے تو اس وجہ سے میری نئی توقع یہ ہے کہ پانچ ہزار تو کیا غالباً وہ ایک لاکھ یا شاید اس سے بھی زیادہ بنا لیں۔ تو اگر یہ میری توقع اللہ کے ہاں مقبول ہوئی، منظور ہوئی تو انشاء اللہ اس سال یہ بھی ایک نیا سنگ میل اس ملک میں رکھا جائے گا۔ پس اس پہلو سے **مساجد کی تعمیر ہمارے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جہاں جہاں یہ آواز پہنچے گی اس خاص منصوبے پر بڑی گہری توجہ سے عمل کرے گی۔** باقی انشاء اللہ اس جلسے پر جب یہ مضمون آئے گا اس وقت آپ کے سامنے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

اب مجلس مشاورت سے متعلق مختصراً میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی مجلس مشاورت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بلائی گئی تھی۔ کوئی بھی ایسا بنیادی کام نہیں ہے جس کو بعد میں پروان چڑھایا گیا، جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے نہ ہوا ہو۔ اس زمانے کی تمام ضرورتوں کے لئے جتنے بھی نظام قائم ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ہو چکا تھا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ عظیم توفیق ملی کہ ۱۹۲۲ء میں آپ نے باقاعدہ مجلس شوریٰ کے نظام کو دوبارہ جماعت میں جاری کر کے ایک بہت بڑا احسان کیا۔ بحیثیت مصلح موعود آپ نے ہم پر احسان کیا اور یہ اللہ کا آپ پر احسان تھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی۔

مختلف وقتوں میں یہ مجلس شوریٰ جاری رہی۔ بعض سالوں میں نہیں بھی ہو سکی کیونکہ حالات

سازگار نہیں تھے اور بعض سالوں میں ایک سے زائد مرتبہ ہوئی ہے۔ غرضیکہ اگر سب کو شمار کیا جائے تو شمار کرنا مشکل ہے لیکن جو تحریرات چھپی ہوئی ہیں بجٹ وغیرہ ان پر جو سن لکھے ہوئے ہیں ان پر کسی حد تک بنا کی جاسکتی ہے۔ تو اس پہلو سے جو مرکز سے مجھے اطلاعات ملی ہیں آغاز سے لے کر اب تک ۷۷ سال گزر چکے ہیں اور شمار کے لحاظ سے ۷۹ یعنی اناسی مجالس شوریٰ منعقد ہو چکی ہیں۔ یہ تو اس مجلس شوریٰ کا حال ہے جو تسلسل سے مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے مرکزی شوریٰ کہلاتی ہے۔ لیکن اب تو یہ نظام ملکوں ملکوں میں عام ہو چکا ہے اور اس کثرت سے پھیل گیا ہے کہ اس کا شمار ہی ممکن نہیں اس لئے اب اس کو ۷۷ ویں مجلس شوریٰ کہنا اس پہلو سے تو درست ہے کہ تسلسل میں یہ ۷۷ ویں یا ۷۹ ویں کہلائے گی لیکن عملاً تو تمام دنیا میں مجالس شوریٰ بعینہ اسی طرز پر قائم کی جارہی ہیں جس طرز پر ہم نے ورثہ میں پائی تھیں اور یہ ایک بہت ہی اہم اور بنیادی نظام ہے۔

پس جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مساجد کا قیام ہوگا اور نئی جماعتیں بنیں گی میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ انہی مساجد میں اپنی مجالس شوریٰ بھی منعقد کرنی شروع کردیں اور اگر یہ پہلو بہ پہلو چلے یعنی مساجد کا قیام اور نئی جماعتوں کا قیام اور ان مساجد میں مجالس شوریٰ کا قیام تو حیرت انگیز اضافہ ہوگا جماعت میں اور جماعتیں غیر معمولی طور پر مستحکم ہوجائیں گی۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ان نصائح کو سن کر دنیا بھر کی جماعتیں ان پر عمل کر کے استفادہ کریں گی۔

اب میں آپ سب کی طرف سے اور اپنی طرف سے تمام ممبران مجلس شوریٰ پاکستان کو کل عالمی جماعتوں کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں اور تمام جماعتوں کی طرف سے دعاؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ آپ لوگ جو میری آواز سن رہے ہیں یاد رکھیں کہ تمام بیرونی جماعتیں آپ کے لئے دعا کرتی ہیں اور کبھی غافل نہیں ہوئیں۔ آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور **خصوصیت کے ساتھ جو دعائیں میں نے آج کے لئے چنی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں:۔**

"رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ" کہ اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے۔ جیسے گلاس بھر دیا جاتا ہے چیز انڈیل کر اس طرح ہمارے دلوں کو اپنے فضل سے اپنی رحمت سے صبر انڈیل دے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ صبر نہ انڈیلے قدموں کو ثبات نہیں ملتا۔ پس اس کا نتیجہ کیا ہو وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا ہمارے قدموں کو ثبات عطا کر وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ اور ہمیں کافروں کی قوم پر نصرت عطا فرما۔

دوسری دعا انہی معنوں کی ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا یہ جو پہلی دعا ہے یہ حضرت داؤدؑ کی وہ دعا ہے جو آپ کو سکھائی گئی تھی جب جالوت سے مقابلہ ہوا تھا تو بحیثیت طالوت آپ نے یہ دعا کی تھی۔ اور وہ حضرت داؤدؑ ہی تھے اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ حضرت داؤد کا مقابلہ ہوا تھا ان کو خدا نے یہ الہامی دعا سکھائی تھی اور اس دعا کی برکت سے مٹھی بھر مومنوں کو کافروں پر غیر معمولی طور پر نصرت عطا ہوئی، فتح نصیب ہوئی۔ دوسری دعا ہے جو یہی مضمون رکھتی ہے مگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو قرآن کریم نے سکھائی ہے۔

"رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ"۔ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے، ذُنُوْبَنَا ہماری کوتاہیاں بخش دے اور جو زیادتیاں ہم اپنے اوپر خود کر بیٹھے ہیں ان سے بھی درگزر فرما۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافروں کی قوم پر فتح نصیب فرما۔

ایک یہ دعا ہے اور ایک اور دعا ہے جو خصوصیت کے ساتھ ساری جماعت کو آج کل کرنی چاہئے "رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا"۔ کہ اے میرے رب مجھے مُدْخَلَ صِدْقٍ عطا فرما۔ اس طرح داخل فرما کہ میں صدق کے ساتھ داخل ہو رہا ہوں وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور اس طرح مجھے نکال کہ میں صدق کے ساتھ وہاں سے نکلوں وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا اور میرے لئے اپنی طرف سے سلطان نصیر عطا فرما۔

یہ دعا کرتے وقت ساری جماعت کی نمائندگی کو نہ بھولیں۔ یہ واحد کے صیغے میں دعا ہے اے میرے خدا مجھے ایسا کر۔ لیکن ہر شخص جب دعا کرتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب یہ دعا سکھائی گئی تھی تو تمام بنی نوع انسان کے امام کے طور پر یہ دعا سکھائی گئی تھی اس لئے آپ کی اپنی دعا میں ساری دنیا شامل تھی۔ ہم تو اس مقام پر نہیں ہیں اس لئے ہمیں ارادۃً یہ سوچنا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں کی خاک کی برکت سے ہماری دعا کو بھی ہم سب کے حق میں قبول فرما لے۔ پس اس پہلو سے یہ دعا کریں اور اس میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ مُدْخَلَ صِدْقٍ اور مُخْرَجَ صِدْقٍ میں صرف ظاہری طور پر کہیں داخل ہونا مراد نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بہت بڑے عظیم مقامات کا وعدہ فرمایا گیا تھا۔ اب ہر مقام پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم داخل ہوتے ہیں تو یہ مُدْخَلَ صِدْقٍ تھا اور اسی کی دعا کرتے تھے اور ہر مقام سے نکل کر ایک اور صدق کے مقام میں داخل ہوا کرتے تھے یعنی اس سے نیچے نہیں اترا کرتے تھے۔ تو اس دعا میں یہ فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مدارج کی لامتناہی ترقی کا ذکر ہے اور یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! مجھے جب بھی داخل فرما صدق میں داخل فرما۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ میں داخل فرما اور نکال بھی صدق کے مخرج پر۔ اگر وہ غلط نکلنا ہو نیچے کی طرف تنزل ہو تو اسے مُخْرَجَ صِدْقٍ کہا ہی نہیں جاسکتا۔ تو مراد یہ ہے کہ لامتناہی، ہمیشہ کی ترقیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی تھیں۔

پس آپ بھی ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعا کریں اور پھر اس بات کو وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا کہ ہمارے لئے اپنی جناب سے سلطان نصیر عطا فرما۔ جہاں تک روحانی مدارج کا تعلق ہے وہاں سلطان نصیر سے کیا مراد ہے غالباً یہ فرشتے جو خدمت میں حاضر رہتے تھے اور ہر مقام کے مراحل کو آسان کرنے کے لئے آنحضورؐ کی خدمت کیا کرتے تھے نصرت کیا کرتے تھے غالباً روحانی پہلو سے تو یہی مراد ہو سکتی ہے اور جسمانی پہلو سے ایسے مددگار عطا فرمادے جو ایک مشکل کام کو آسان کرنے کی توفیق رکھتے ہوں۔ سلطان جب کہہ دیا تو مراد یہ ہے کہ ایسا مددگار عطا فرما جس کے اندر غلبہ ہو جس میں طاقت ہو کہ مدد کرنی چاہتا ہے تو مدد پوری کر کے دکھادے۔

چونکہ پاکستان کی جماعتوں میں خصوصیت کے ساتھ اس وقت بہت کمزوری کا حال ہے اس لئے جب میں اس دعا کی تحریک کرتا ہوں تو ان ساری باتوں کو پیش نظر رکھ کے کر رہا ہوں۔ بہت توجہ سے اس دعا کی گہرائی میں اتر کر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام مشکلات آسان فرمائے اور اپنی طرف سے سلطان نصیر عطا کرتا رہے۔ مشکل سے مشکل کام ہو، مشکل سے مشکل مقدمہ ہو جو جھوٹ کے تانے بانے سے یہ لوگ بنایا کرتے ہیں اس کے باوجود جب آپ سلطان نصیر کی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان باتوں کو آپ کے لئے آسان فرمادے گا۔

تو امید ہے کہ **انشاء اللہ ان دعاؤں کی برکت سے ہم تمام دنیا پر وہ عظیم الشان روحانی فتح حاصل کر سکیں گے جو جماعت احمدیہ کے مقدر میں لکھی تو جا چکی ہے مگر اس مقدر کو کمانا ہمارا کام ہے۔ یہ وہ مقدر ہے جسے خلوص کے ساتھ کمایا جائے گا اور دعاؤں کے ساتھ کمایا جائے گا۔** پس یہ مقدر ان معنوں میں نہیں ہے کہ مقدر ہے، ہو کے رہے گا چاہے ہم کچھ بھی نہ کریں۔ ہو کے رہے گا مگر ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ اس مقدر کو آسان بنانے کے لئے خدا تعالیٰ سے عاجزانہ دعائیں کرنی ہوں گی۔ یہ ہم کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ مقدر ضرور ہمارے حق میں پورا ہوگا۔

اب میں آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے مضمون میں فرمایا۔ "وہ دعا جو مغفرت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے"۔ یہ دعا کی معرفت کیا ہے جو ہم نے دعا کرنی ہے وہ میں آپ کو سمجھا چکا ہوں۔ اور یہ خدا کے فضل سے ہی پیدا ہو گی۔ فرمایا یہ جب فضل سے پیدا ہوتی ہے تو "وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے"۔ "اس کی حالت ہی بدل جاتی ہے" "وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے اور رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے اور آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں"۔ پس تھکنا نہیں۔ "مبارک وہ جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں"۔

پس جو ظلم و ستم کے قیدی ہیں خواہ پاکستان میں ہوں یا بنگلہ دیش میں ہوں یا دنیا میں کہیں بھی ہوں ظلم و ستم کے قیدی خدا کی خاطر تو سوائے احمدیوں کے اور کوئی بھی نہیں ہے آج۔ تو کیسی اچھی بات فرمائی "مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے"۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطان کے چنگل سے رہائی کی بات کر رہے ہیں۔ پس یہ مضمون بہت وسیع ہے دونوں طرف اطلاق پاتا ہے۔ "کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے"۔

"مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے"۔ کتنی پیاری توقعات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے اور کتنا عظیم خطاب ہے "مبارک تم جبکہ" "اس وقت مبارک ہو گے تم۔" یہ نہیں فرمایا مبارک تم جو تھکتے نہیں۔ فرمایا "مبارک تم جبکہ دعا کرنے سے کبھی ماندہ نہیں ہوتے"۔ "اس وقت تم مبارک ہو گے"۔ "اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم اور رحیم، حیا والا اور صادق، وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو"۔

یہ عبارت یہاں تک پڑھ کر میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور دعا کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اقتباسات میں نے چنے تھے ان کو انشاءاللہ آئندہ خطبات میں کسی کا حصہ بنالوں گا۔